ISSN PRINT: 2789-8776
ISSN ONLINE: 2789-8784

ZAUQ-E-TAHQEEQ
www.Zauq-e-Tahqeeq.com
etitor@zauq-e-tahqeeq.com

ISSN PRINT: 2789-8776
ISSN ONLINE:2789-8784
Volume.6,Issue No.1(2024)
(January to March)

جدید اُردو غزل: موضوعات اور اُسلوبیات

Modern Urdu Ghazal: themes and styles

ڈاکٹر محمد محسن (ساحل سلہری)
سیالکوٹ، پنجاب، پاکستان
ڈاکٹر محمد یوسف اعوان
الائیڈ فیکلٹی، نمل یونیورسٹی، میانوالی

Dr. Muhammad Mohsan (Sahil Sulehry)
Sialkot, Punjab, Pakistan
Dr, Muhammad Yousaf Awan
Allied Faculty, Namal University, Mianwali

Abstract:

Ghazal is the most popular genre of poetry. It has its importance in every era. Topics related to beauty, love and life are included in it. Ameer Khusroo promoted Ghazal in North India. Wali was called Bawa Adam of Urdu Ghazal. Wali glorified Urdu Ghazal for the first time. Sheikh Zahoor-ud-Din became its great bearer during the Muhammad Shahi period. Mir and Dard recited ghazal well. Later Mushafi, Atish and Naskh promoted ghazal. The ghazals of Ghalib, Momin, Zouk and Shefta were well received in their time. Modern Urdu ghazal started in 1857. Hali is considered the first architect of modern Urdu Ghazal. Hali gave scope to Ghazal in terms of subject and style. Akbar also widened the scope of Urdu Ghazal subjects. The themes of beauty and love are common in Dagh's ghazals. Dagh's ghazals are expressions of humanity and reality.

Keywords: Ghazal, Ameer Khusroo, North India, Sheikh Zahoor-ud-Din, ghazals of Ghalib, Urdu Ghazal, Dagh's ghazals.

غزل اصناف شاعری میں مقبول ترین صنف ہے اور بام عروج پر نظر آتی ہے۔ ہر دور میں اس کی اپنی اہمیت رہی ہے۔ غزل ہر دور میں خاص وعام میں مقبول رہی ہے۔ ماضی میں بھی اس کی اہمیت تھی عصر حاضر میں بھی اس صنف کا سحر کم نہیں ہوا۔ حسن، عشق اور محبوب سے متعلق تمام مضامین اس میں شامل ہیں۔ غزل عربی زبان کا لفظ جس کا مطلب عورتوں سے باتیں کرنا ہے۔ عورت کے عشق میں بات کرنا ہے۔ راز و نیاز کی باتیں، روٹھنے منانے کی باتیں، ملنے بچھڑنے اور وعدے اور وفاؤں کی باتیں کرنا ہے۔ اس طرح غزل سے مراد صنف نازک کے حسن وجمال کی تعریف کرنا، اس سے عشق ومحبت کا اظہار اور جذبات واحساسات کا بیان ہے۔ ناقدین نے غزل کی تعریف الگ الگ بیان کی ہے۔ امیر خسرو نے شمالی ہند میں غزل کو بے حد فروغ دیا۔ ولی کو اردو غزل کا باوا آدم کہا گیا۔ ولی نے اردو غزل کو پہلی بار سربلند کیا۔ محمد شاہی دور میں شیخ ظہور الدین اس کے بڑے علم بردار بنے۔ میر اور درد نے خوب غزل گوئی کی۔ ان کے بعد مصحفی، آتش اور ناسخ نے غزل کو فروغ دیا۔ غالب، مومن، ذوق اور شیفتہ کی غزل کو اپنے زمانے میں خوب پذیرائی ملی۔

اُردو غزل کی روایت میں جدید اردو غزل کا آغاز ۱۸۵۷ء میں ہوا۔ ۱۸۵۷ء کے بعد جدید اردو غزل میں متعدد موضوعاتی تبدیلیاں اور اضافے نظر آتے ہیں۔ اس دور کی غزل میں داخلی احساسات اور جذبوں کی ترجمانی کے ساتھ ساتھ زندگی کے تمام مسائل کو بھی بیان کیا گیا ہے۔ جدید اردو غزل کے معمار اول مولانا الطاف حسین حالی کو شمار کیا جاتا ہے۔ حالی نے موضوع اور مضامین کے اعتبار سے غزل کو وسعتیں عطا کیں۔ حالی کے عہد میں اکبر نے بھی اردو غزل کے مضامین کا دائرہ وسیع کیا۔ ۱۸۵۷ء کے بعد اردو غزل کے فروغ میں ان دو شعرا کا contribution اہمیت کا حامل ہے۔ ان کی غزل گوئی نے غزل کا دامن بے حد وسیع کیا۔ حالی اور اکبر کے بعد اقبال نے اردو غزل کو جدت عطا کی۔ اقبال نے غزل میں مروجہ علامتیں اور کلاسیکی موضوعات کو ترک کر کے غزل کے لیے نئی علامتیں اور نئے موضوعات تلاش کیے۔ انھوں نے نئی تراکیب، نئے استعارے اور نئی تشبیہات متعارف کیں۔ اقبال کی اردو غزل موضوعات کے اعتبار سے زیادہ متنوع ہے۔ انھوں نے روایتی غزل کو ایک نئی راہ دکھائی۔ غزل کے بارے میں ابوالکلام قاسمی رقم طراز ہیں:

> "غزل، اردو شاعری کی تمام اصناف میں اس اعتبار سے ایک مختلف اور ممتاز صنفِ سخن ہے کہ غزل کی قدر و قیمت کا تعین صرف اس کے موضوع اور مواد کی بنیاد پر نہیں ہوتا۔ غزل کے علاوہ شاعری کی دوسری اصناف میں موضوع کی مرکزیت اور خیال کے تسلسل کو اس قدر اہمیت حاصل ہے کہ ہیئت اور تکنیک کی حیثیت ثانوی ہو کر رہ جاتی ہے۔ غزل کی صنف کا بنیادی انحصار چوں کہ ایک مخصوص اور متعین ہیئت پر ہوتا ہے اس لیے غزل کے شعروں کے موضوعات بھی ہیئت کے تابع جاتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ ایسی صورت حال میں کسی خاص فکری رجحان کی نشاندہی کے معاملے میں غزل کے ساتھ وہ برتاؤ نہیں کیا جا سکتا جو شاعری کی دوسری اصناف، بالخصوص نظم کے ساتھ روا رکھا جاتا ہے۔"(۱)

غزل کی شاعری میں فکر اور اسالیب کا تنوع ملتا ہے۔ فکری اور فنی اعتبار سے غزل کی پوری تاریخ میں ایک تسلسل ملتا ہے۔ داغ دہلوی شاہی خاندان سے جڑے بڑے مقبول غزل گو شاعر تھے۔ ان کے اشعار میں گفتگو کی روانی ہوتی ہے۔ اور یہ انداز بڑا ہی پر خلوص نظر آتا ہے۔

خاطر سے یا لحاظ سے میں مان تو گیا
جھوٹی قسم سے آپ کا ایمان تو گیا(۲)

داغ کی غزلوں میں حسن اور عشق کے موضوعات عام ملتے ہیں۔ ان کی شوخی اور عاشق مزاجی ان کے اشعار میں جھلکتی ہے۔ ان کی غزل کا اسلوب انتہائی سادہ مگر فنی لحاظ سے بہت اعلا ہے۔ یہ شعر دیکھیے:

نتیجہ نہ نکلا ، تھکے سب پیامی
وہاں جاتے جاتے ، یہاں آتے آتے(۳)

داغ کی غزلیں انسانیت اور حقیقت کی ترجمان ہیں۔ انھوں نے کوٹھے اور بازار کا ذکر بھی اپنے اشعار میں کیا ہے۔ ان کے کلام میں موضوعات اور اسالیب کی رنگینی ملتی ہے۔ زبان کی لطافت اور خیالات کی رنگا رنگی کی وجہ سے داغ اردو غزل کے نمایندہ شعرا میں شمار ہوتے ہیں۔ اسی دور میں امیر مینائی اور ان کے بے شمار شاگردوں نے غزل کو مقبول عام بنا دیا۔ اسی دور میں الطاف حسین حالی کی مقصدی شاعری کا آغاز ہوا۔ حالی کی شاعری موضوعات اور اسلوب کے اعتبار سے نئی آہٹ ہے۔ حالی غزل میں نیا شعور لائے۔ عالمی طور پر جو تبدیلیاں ہوئیں انھیں بھی شاعری کا حصہ بنایا۔

جدید اردو غزل کی روایت میں اقبال کی غزل اپنا الگ ڈکشن رکھتی ہے جو کہ روایتی لفظیات سے منفرد ہے۔ ان کا انداز غیر مقلدانہ نوعیت کا ہے۔ اقبال کی غزل سے ان کے ذہنی ارتقا کا اندازہ ہوتا ہے ان کی غزل کا زمانہ انجمن پنجاب کی تحریک سے نمو پانے والی نظم کی روایت کے مقبول ہونے کا زمانہ ہے۔ ان سے قبل حالی نے بڑی حد تک غزل کی روایت میں تبدیلی کی۔ ایسی صورت حال میں اقبال کی غزل نے غزل کے احیا کا کام کیا۔ اقبال کے ساتھ ساتھ اصغر اور فانی نے بھی غزل کے موضوعات اور اسالیب میں روایتی انداز سے اجتناب برتا۔ اقبال نے بھی اس عہد میں اپنے لیے غزل کی مجتہدانہ روش اختیار کی۔ اقبال کی غزل کے موضوعات اور نشاطیہ کیفیت ان اشعار میں ملاحظہ کیجیے:

نہ آتے ، ہمیں اس میں تکرار کیا تھی
مگر وعدہ کرتے ہوئے عار کیا تھی(۴)

لاؤں وہ تنکے کہیں سے آشیانے کے لیے
بجلیاں بے تاب ہوں جن کو جلانے کے لیے(5)

ترے عشق کی انتہا چاہتا ہوں
مری سادگی دیکھ کیا چاہتا ہوں(۶)

سفر یورپ سے پہلے اقبال کا مزاج داغ، امیر مینائی اور اس قبیل کے دوسرے شعرا جیسا تھا لیکن بال جبریل کی غزلیں موضوعات اور اسالیب کے اعتبار سے ایک بڑی جہت کی حامل ہیں۔ اقبال نے ابتدائی دور میں روایت کا اثر قبول کیا اور بعد میں غزل کے موضوع اور اسلوب میں تبدیلی لے آئے۔ انھوں نے روایت کی تقلید اور انحراف بھی کیا۔ اقبال کی غزلوں کے موضوعات اور اسالیب کے بارے میں ابو الکلام لکھتے ہیں:

> ”غزل کی ہیئت کے معاملے میں اقبال کے اس شعوری انحراف اور غیر تقلیدی طریق کار کی توثیق اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ ”بانگ درا“ کی غزلیں چوں کہ غزل کی ہیئتی روایت سے پوری طرح چھٹکارہ حاصل کرنے میں کامیاب نہیں، اس لیے ان میں بالعموم ردیف کا اہتمام ملتا ہے۔ مگر اپنے فکری اور فلسفیانہ نظام کی تشکیل کے مرکزی زمانے، سفر یورپ اور اس کے بعد کی غزلوں میں ردیف سے نجات حاصل کرنے اور قافیوں کی بنیاد پر غزل کے آہنگ کو قائم کرنے

کا رجحان نمایاں ہے، اہم بات یہ ہے کہ اس آہنگ میں عربی شاعری کا آہنگ بھی شامل ہے جو ردیف کے استعمال سے مجروح ہو سکتا تھا اور صرف قافیوں کے باعث عربی آہنگ سے مماثلت کا زیادہ احساس دلاتا ہے۔ بانگ درا اور بال جبریل کی غزلوں کا اگر تقابلی مطالعہ کیا جائے۔۔ کہ اقبال کے شعری اظہار میں وہ کون سے محرکات تھے جو بعد کے زمانے میں بالکل بدلی ہوئی فکر، غیر روایتی موضوعات اور شاعر کے طرز احساس کے ساتھ تصور کائنات کو نمایاں کرتے ہیں۔"(۷)

اقبال نے بانگ درا کی متعدد غزلوں میں استعارہ تخلیق کرنے کے بجائے تلمیح اور تمثیل کو استعارہ بنا دیا۔

بے خطر کود پڑا آتشِ نمرود میں عشق
عقل ہے محوِ تماشائے لبِ بام ابھی(۸)

اس شعر میں نمرود تلمیح ہے اور عشق، عقل، محو تماشا اور لب بام تلمیح تو تمثیل کی سطح تک لے جاتے ہیں۔ اس غزل میں اقبال پر روایتی اسلوب کے تتبع کا کوئی اثر نہیں ملتا۔ اقبال نے غزل میں نئے محاورے تلاش کیے، انھوں نے پرانی لفظیات سے نیا ڈکشن وضع کیا۔ انھوں نے اپنے گرد پھیلی ہوئی کائنات کو ایک علامتی انداز میں بیان کیا۔ اقبال کی غزل میں رمزیت اور تہہ داری کے متعدد نشانات ملتے ہیں۔ انھوں نے تلمیحات کو استعاراتی انداز میں استعمال کیا ہے۔

باغِ بہشت سے مجھے حکم سفر دیا تھا کیوں
کارِ جہاں دراز ہے اب مرا انتظار کر(۹)

وہ فریب خوردہ شاہیں کہ پلا ہو کرگسوں میں
اسے کیا خبر کہ کیا ہے رہ و رسم شاہبازی(۱۰)

اقبال کی غزل موضوع اور اسلوب کے لحاظ سے معاصر غزل سے منفرد ہے۔ انھوں نے موضوع اور اظہار و اسلوب میں اپنا منفرد انداز شامل کیا ہے۔ اقبال کے بعد جدید اردو غزل کی روایت میں حسرت موہانی، جگر مراد آبادی، اصغر گونڈوی اور فراق گورکھ پوری زیادہ اہم شاعر ہیں۔ حسرت کی ایک رومانوی غزل کا مطلع دیکھیے:

حُسن بے پروا کو خود بین و خود آرا کر دیا
کیا کیا میں نے کہ اظہارِ تمنا کر دیا(۱۱)

حسرت نے غزل کی روایت کو اس وقت مستحکم کیا جب نظم گوئی ایک تحریک کا روپ اختیار کر چکی تھی۔ ہر غزل گو نظم کی طرف راغب ہو چکا تھا۔ حسرت جدید اردو غزل کے بڑے علم بردار تھے۔ انھوں نے غزل کے موضوعات اور اسالیب میں خالصتاً غزل

کا اسلوب اختیار کیا۔ ان کی غزل میں نظم کا آہنگ نہیں کیوں کہ اردو کے متعدد شعرا کی شاعری کا مطالعہ کریں تو ان کی غزلیں بھی نظم کے انداز میں ہوتی ہیں۔ میر زایاس یگانہ چنگیزی لکھنوی بھی اردو غزل کے بڑے اہم شاعر ہیں۔ ان کا انداز شعر ملاحظہ ہو:

وحشتِ دل بڑھ چلی فصلِ بہاراں دیکھ کر
ہر گھڑی رہ جاتا ہوں سوئے گریباں دیکھ کر(۱۲)

کیسی کیسی بستیاں دو دن میں ویراں ہو گئیں
دیکھتے ہی دیکھتے گردِ پریشاں ہو گئیں(۱۳)

فراق گورکھپوری کی غزل میں لفظی توازن بہت زیادہ ہے۔ ان کے اشعار میں معنی آفرینی اور کیفیت کو نیاز فتح پوری نے بھی سراہا ہے۔ ان کے کلام میں عاشق کی انفرادیت پر بڑا زور دیا گیا ہے۔ جو ان کے مخصوص اسلوب کا تعین کر دیتا ہے۔ ان کا محبوب بھی روایتی محبوب سے الگ ہے۔

دل کو اپنے بھی غم تھے دنیا میں
کچھ بلائیں تھیں آسمانی بھی(۱۴)

فراق کے متعدد اشعار میں میر کی بازگشت بھی سنائی دیتی ہے۔ ان کی غزلوں کا کوئی کوئی پہلو مقامی سرزمین اور ہندوستانی فضا سے مربوط ہوتا ہے۔ شکیل بدایونی ایک اہم شاعر تھے اگرچہ ان کی شہرت فلمی گیت نگاری کے حوالہ سے ہے لیکن وہ غزل کے ایک کامیاب شاعر بھی تھے۔ وہ اپنے ایک خاص ترنم کی وجہ سے مقبول بھی ہوئے۔ وہ غزل کے ایک باکمال شاعر تھے۔ ان کی شاعری میں فطرت کی عکاسی ملتی ہے۔ وہ ولولوں اور جذبوں کے شاعر ہیں۔ اس ضمن میں ساحر لدھیانوی لکھتے ہیں:

"جگر اور فراق کے بعد آنے والی پود میں شکیل بدایونی واحد شاعر ہیں جنھوں نے اپنے فن کے لیے غزل کا میدان منتخب کیا دیم مگر جامع اور دلکش صنفِ سخن کو جس میں ہمارے ماضی کا بہترین ادبی اور تہذیبی اثاثہ محفوظ ہے۔ نہ صرف اپنایا ہے بلکہ اسے زندگی کے بدلتے ہوئے رجحانات اور جدید تصورات سے ہمکنار کر کے اس میں نئے رنگ بھی بھرے ہیں۔"(۱۵)

شکیل بدایونی اردو غزل کے صاحبِ اسلوب شاعر تھے ان کی غزل مختلف رنگ لیے ہوئے ہے۔ ان کی غزل میں غنائیت کا عنصر بدرجہ اتم موجود ہے۔ شکیل کی ایک غزل کا اسلوب دیکھیے:

اے عشق یہ سب دنیا والے بیکار کی باتیں کرتے ہیں
پائل کے غموں کا علم نہیں، جھنکار کی باتیں کرتے ہیں(۱۶)

مجروح سلطان پوری کی غزل تخیل کی ندرت اور قدیم وجدید کا توازن ہے۔ ان کے اشعار کیف و تاثر کے اعلا درجے پر فائز ہیں۔ ان کی غزلیں سماجی آگہی اور انقلاب وقت کی آواز ہیں۔ ان کی غزلوں میں آلام وروزگار جیسے مضامین بھی ملتے ہیں۔ ان کی غزلوں

میں معاشی استحصال کا شکار ہندوستان کے عوام کو دیکھا جا سکتا ہے۔ مجروح سلطان پوری کی شاعری کے بارے میں متین طارق باغپتی لکھتے ہیں:

> ''مجروح نے اس طرح اپنی حب الوطنی کے احساسات کا برملا اظہار کیا جس پر غزل کی روایات کا کینوس چھایا ہوا جو اپنی جگہ بڑا عظیم بڑا رو قار اور بڑا بصیرت افروز ہے لیکن اسی کے ساتھ یہ المیہ بھی جڑا ہوا ہے کہ انسان مادی حالات کی زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے اسے مجروح کے سامنے بھی غالباً یہ ہی منزل اچانک نمودار ہوئی اور وہ غزل کی دنیا سے گیتوں کی دنیا میں پہنچ گئے۔''(۱۷)

مجروح سلطان پوری ترقی پذیر احساسات اور زندگی کی سچائیوں کے شاعر ہیں۔ انھوں نے بڑے بیدار ذہن سے حقیقت نگاری کی ہے۔ انھوں نے بھی ہندوستان کو زنجیریں توڑنے کو کہا:

غلام رہ چکے ، توڑیں یہ بندِ رسوائی کے
کچھ اپنے بازوئے محنت کا احترام کریں(۱۸)

ستونِ دار پہ رکھتے چلو سروں کے چراغ
جہاں تلک یہ ستم کی سیاہ رات چلے(۱۹)

مجروح نے ترقی پسند موضوعات کا استعمال کیا ہے اور غزل کی روایات اور فن کی پاسداری اور غزل کی ہیئت کو برقرار رکھا ہے۔ انھوں نے اپنی ترقی پسند فکر، مشاہدات اور احساسات کو آداب کے ساتھ برتا ہے۔ انھوں نے اپنے خیالات کو انتہائی شائستگی ، دلکشی اور خوب صورتی کے ساتھ الفاظ کا جامہ پہنایا ہے۔ تقسیم ہند کے نتیجے میں ہجرت اور فسادات سے پیدا ہونے والی افسردگی نے غزل کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ ہجر، ہجرت اور فسادات کے موضوعات غزل میں در آئے۔ پاکستان میں پہلے سے مقیم شعرا اور ہجرت کر کے پاکستان آنے والے شعرا نے یکساں طور پر ہجرت اور فسادات کو موضوع بنایا۔ اس موضوع پر تین نسلوں تک شعرا نے لکھا۔ ناصر کاظمی کا شمار دوسری نسل کے شعرا میں ہوتا ہے۔ ناصر کاظمی اور چند دیگر شعرا میں تقلید میر کا ایک رجحان سامنے آیا۔ کیوں کہ میر کے عہد کی افراتفری اور ہجرت اور فسادات کے دور میں کافی مماثلت پائی جاتی ہے۔ اس بارے میں یوسف حسن لکھتے ہیں:

> ''مسلم قومی ریاست کے قیام کی خوشی کو بھی ہجرت اور فسادات سے پیدا ہونے والی افسردگی نے اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ یہ موضوعات غزل میں آئے تو اس میں بھی ایک بڑی المیہ لہر آ گئی۔ ہجرت کرنے والے تقریباً سبھی شعرا نے ان موضوعات کا اپنی اپنی غزلوں میں اظہار تو کیا ہی ہے۔ ان کے علاوہ پاکستان میں پہلے سے مقیم شاعروں نے بھی فسادات کو موضوع بنایا۔ ان موضوعات پر تینوں نسلوں کے شاعروں نے لکھا۔''(۲۰)

قیام پاکستان کے ابتدائی دور کی اردو غزل کا جائزہ لیا جائے تو اس دور کا غالب رجحان اور غزل کا اسلوب وہی تھا جو تقسیم سے پہلے سامنے آ چکا تھا۔ اس دور کی غزل میں استعمال ہونے والے استعارے وہی ہیں جو آزادی سے پہلے کی اردو غزل میں نظر آتے ہیں۔ ترقی پسندوں نے زیادہ تر استعاراتی اور علامتی شاعری کو فروغ دیا۔ تقسیم کے بعد کی غزل میں چار قسم کے موضوعات ملتے ہیں۔ ان

میں فسادات، انسانی جانوں کا ضیاع، دکھ اور غم کا اظہار۔ افسانے میں بھی اس کا اظہار کیا گیا۔ اور غزل گو شعرا نے بھی اس کا اظہار کیا ہے۔ دوسرا موضوع ہجرت کا دکھ ہے جو شاعری میں نمایاں ہوتا ہے۔ ہجرت کا موضوع غزل گو شعرا میں سب سے زیادہ ناصر کاظمی کے یہاں ملتا ہے۔

اے دوست ہم نے ترکِ محبت کے باوجود
محسوس کی ہے تیری ضرورت کبھی کبھی(۲۱)

ناصر کاظمی کے غزل میں ماضی کی یاد ایک بنیادی موضوع کے طور پر ملتی ہے۔ تیسرا موضوع خوابوں اور آدرشوں کا ٹوٹنا ہے۔ ناصر کاظمی کی غزلوں میں معاصر حالات، جلی ہوئی بستیاں، سماجی مسائل، برباد اور لٹے ہوئے لوگوں کا غم نمایاں ہوتا ہے۔ ان کی غزل کا اسلوب بہت نازک اور لطیف ہے۔ انھوں نے انسانی جذبات واحساسات کو شاعری میں لطیف انداز میں بیان کر دیا ہے۔ ان کی غزل جدید اردو غزل کا عمدہ نمونہ ہے۔ انھوں نے اس وقت غزل گوئی کی جب نظم کی تحریک عروج پر تھی۔ ناصر کاظمی نے غزل کو رفعت اور سربلندی عطا کی۔ اس دور کے اکثر شاعروں کی غزلوں میں مایوسی کا اظہار ملتا ہے۔ چوتھا موضوع خوش فہمی میں مبتلا لوگوں کا ہے جو ان تمام حالات کے باوجود جھوٹے خواب دیکھتے ہیں۔ جدید غزل کے حوالے سے ڈاکٹر رشید امجد لکھتے ہیں:

> ”ساٹھ کی دہائی تک روایت پرستی کا زور بہت کم ہو گیا تھا۔ ترقی پسند تحریک اور حلقہ ارباب ذوق کی نظریاتی بحثیں کمزور پڑ گئیں اور نئی نسل نے اعلانیہ خود کو غیر نظریاتی کہنا شروع کر دیا۔ فنی طور پر بھی روایتی بیانیہ اور سادہ انداز اپنی افادیت کھو بیٹھے چنانچہ علامت پسندی اور استعارہ سازی کے اس دور میں غزل نے اگرچہ اپنے روایتی ہیئتی ڈھانچے سے کوئی بڑا انحراف نہیں کیا لیکن اس کے موضوعات ولفظیات میں ایک نمایاں تبدیلی ہوئی اور کسی بندھے ٹکے نظریے کی بجائے ذات کے تشخص اور اندرونی شکست وریخت کے مضامین نمایاں ہونے لگے۔“(۲۲)

موضوعاتی اعتبار سے غزل میں کئی رنگ شامل ہوئے ہیئت کے حوالے سے غزل میں کوئی واضح تبدیلی نہ آئی۔ بس زبان وبیان کا انداز مختلف ہے۔ غزل کے رجحانات اور میلانات وقت کے ساتھ ساتھ بدلتے گئے۔ رومانی غزل نگاروں میں حفیظ جالندھری کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ ان کی غزلوں میں زندگی کے مادی ذروں کو بے نقاب کیا گیا ہے۔ ان کے شعری موضوعات میں خوشی، غم، نزاکت، لطافت، خود نظری، مسکراہٹ اور آنسو شامل ہیں۔ رومانیت اور حقیقت پسندی حفیظ کی غزلوں کا موضوع ہے۔ حفیظ کی رومانیت کے بارے میں ڈاکٹر انور سدید رقم طراز ہیں:

> ”حفیظ کی رومانیت کا عمدہ ترین اظہار ان کی غنائیت میں ہوا ہے۔ انھوں نے بحروں کے انتخاب اور الفاظ کی ترتیب سے آہنگ نغمہ پیدا کیا اور منظر کی رقصندہ کیفیت کو بھی نظم کی بنت میں شامل کر دیا۔ ان کی رومانیت کا ایک اور زاویہ ارضِ وطن کی محبت ظاہر ہوا ہے۔“(۲۳)

احسان دانش اردو غزل کے بڑے اہم شاعر ہیں۔ ان کی غزلوں کی رومانوی بیلیں ان کی غربت سے پھوٹتی ہیں۔ ان کے اشعار میں مسرت کا عنصر کم نظر آتا ہے۔ ان کی غزل میں آہوں اور آنسوؤں کا ذکر بیشتر رومانی شعرا کی طرح کا ہے۔ لیکن احسان دانش کا انفرادیہ ہے کہ ان کے آنسو انسانی ہمدردی اور دردمندی کے وفور سے پیدا ہوئے ہیں۔ احسان دانش نے ماضی کی یادوں اور فطرت

پرستی کا عکاسی بھی کی ہے۔ ان کی رومانیت مظاہر فطرت اور ان کے داخلی احساسات سے پھوٹی ہے۔ ابنِ انشا اہم اردو غزل گو شاعر تھے۔ انھوں نے گیت اور نظمیں بھی لکھیں لیکن ان کی غزل کا انداز بھی اہمیت کا حامل ہے۔ ان کی غزل روایت اور جدت کا خوب صورت امتزاج معلوم ہوتی ہے۔ ان پر میر کی تقلید کا گمان بھی ہوتا ہے۔ ان کی غزل کا اسلوب شگفتہ اور سادہ ہے۔ ان کی غزل رواں اور غنائیت سے مملو ہے۔

جھوٹے سکوں میں بھی اٹھا دیتے ہیں اکثر سچا مال
شکلیں دیکھ کے سودے کرنا کام ہے ان بنجاروں کا(۲۴)

انشا کی غزلیں پاک وہند میں بہت مقبول ہیں وہ دل کی بات کرنے کا ہنر جانتے ہیں۔ ان کی غزل کا رنگ عالمگیر ہے۔ انشا نے میر کی غزل کی اداس فضا سے الگ ہو کر ہنستی بولتی عشقیہ شاعری کی ہے۔ انشا جی نے اپنی غزلوں میں ہندی الفاظ بھی برتے ہیں۔ انشا کی غزلیں حقیقت کا دوسرا روپ ہیں۔ اس کی زبان و محاورات ہماری روزمرہ زندگی پر مبنی ہیں۔ ان کی غزلوں میں ہندی اور اردو کا خوب صورت امتزاج ہے۔ خلیل الرحمن اعظمی اردو غزل کے ترقی پسند شاعر ہیں۔ انھوں نے جدید غزل میں اپنی نئی فکر شامل کی ہے۔ انھوں نے اپنی محبت کی کیفیت کو بھی غزل میں پیش کر دیا ہے۔ خلیل الرحمٰن اعظمی اگرچہ اہم نظم نگار ہیں لیکن ان کی غزلیں اردو شاعری میں مقبول ہوئیں۔ فنی پختگی، سادگی، تازگی اور جدیدیت ان کی غزلوں کا وصف ہے۔

میں ڈھونڈنے چلا ہوں جو خود اپنے آپ کو
تہمت یہ مجھ پہ ہے کہ بہت خود نما ہوں میں(۲۵)

خلیل الرحمٰن اعظمی کی غزل میں خود کلامی، اداسی اور غم کا عنصر بھی پایا جاتا ہے۔ ان کا لہجہ روح تک اتر جاتا ہے۔ خلیل الرحمٰن اعظمی کی آواز، ان کا لہجہ اور آہنگ نیا ہے۔ انھوں نے اپنے دور کے مسائل اور معاملات کو شعری پیکر میں ڈھال دیا ہے۔ ان کی غزل بلیغ اور لطیف ہے اور اس میں سوز ساز کی کئی داستانیں سمائی ہوئی ہیں۔ ان کی غزل کے زیادہ تر موضوعات ترقی پسند فکر کے حامل ہیں۔ شاد عارفی بلاشبہ ایک اچھے غزل گو ہیں۔ انھوں نے انسان اور زندگی کے حسن کو بیان کرتے ہوئے زندگی کو بدصورت اور بدکردار بنانے والے لوگوں پر بھی لکھا ہے۔ انھوں نے سیاسی موضوعات کے علاوہ عشقیہ تصور اور سماجی مسائل کا ذکر بھی کیا ہے۔ تلخی، بیباکی اور شاد عارفی کی غزلوں کا بنیادی حوالہ ہے۔ انھوں نے ترنم، آہنگ، لَے اور غنائیت سے الگ ہو کر تلخ اور تیکھے لہجے میں شعر گوئی کی ہے۔

مگر یہاں تو جل رہا ہے آدمی سے آدمی
سنا یہ تھا چراغ سے چراغ جلتے آئے ہیں(۲۶)

شاد عارفی نے اپنی غزلوں میں زندگی کے بدلتے ہوئے حالات کی عکاسی کی ہے۔ ان کا لہجہ اور طرز بیان بیباک ہے۔ ان کی شاعری میں شدید جذباتی اضطراب ملتا ہے۔ شاد عارفی کے بارے میں ڈاکٹر راحت بدر لکھتے ہیں:

"شاد عارفی نے زندگی میں بہت سی دشواریوں اور غموں کا سامنا کیا۔ جب وہ چالیس سال کے تھے تب ان کی شادی ہوئی اور ڈیڑھ سال کے بعد ہی ان کی بیوی کا انتقال ہو گیا۔ رشتہ داروں

نے ان کا ساتھ نہیں دیا۔ اس غم نے ان کی صحت خراب کر دی۔ مزاج کے اعتبار سے بہت
خوددار تھے۔ انہیں پریشانیوں کی وجہ سے ان کی شاعری میں طنز پیدا ہوا۔ زندگی کے کئی سال
مفلسی اور بے روزگاری میں گزارنے کی وجہ سے بھی شاعری میں تلخی نظر آتی ہے۔"(۲۷)

شاد عارفی کی غزل میں جارحانہ پن نمایاں ملتا ہے۔ ان کی غزلیں بڑی بے ساختہ ہیں۔ منیر نیازی جدید اردو غزل کے بڑے اہم شاعر ہیں۔ ان کی غزل کا اختصاص ان کی محاکات نگاری ہے۔ ان کا انفرادیہ ہے کہ وہ دو مصرعوں میں کہانی مکمل کر دیتے ہیں۔ ان کی غزلیں تازہ افکار کی حامل ہیں اور بڑے لطیف پیرائے میں کہی گئی ہیں۔

اشکِ رواں کی نہر ہے اور ہم ہیں دوستو
اُس بے وفا کا شہر ہے اور ہم ہیں دوستو(۲۸)

منیر نیازی کی غزل کی ہنر مندی قابل ستائش ہے۔ وہ لطیف اور جواں جذبوں کے شاعر ہیں۔ منیر نیازی کی غزل کی زبان وبیان سادہ اور عام فہم ہے ان میں عصری مسائل کو موضوع بنایا گیا ہے۔ ان کی غزلوں میں شائستگی اور جمالیاتی آہنگ بہت زیادہ ہے۔ احمد ندیم قاسمی جدید اردو غزل کے بڑے اہم شاعر ہیں۔ ان کی غزل اسلوب اور موضوع دونوں اعتبار سے قابل داد ہے۔ ندیم کی غزلیں سماجی مسائل اور عصری شعور کی آئینہ دار ہیں۔ ان کی غزل بلاشبہ اردو کی تاریخ میں ایک اہم اضافہ ہے۔

کون کہتا ہے کہ موت آئی تو مر جاؤں گا
میں تو دریا ہوں سمندر میں اُتر جاؤں گا(۲۹)

احمد فراز کی غزل رومانی ہے اس میں معاصر مسائل کا ذکر بھی ملتا ہے۔ ان کی کئی غزلوں میں غزل مسلسل کا انداز پایا جاتا ہے۔ اور غزل کا یہ اسلوب قدیم ہے لیکن فراز نے اس میں نیا رنگ استعمال کیا ہے۔ فراز کی غزلوں میں سما باندھنے والی کیفیت پائی جاتی ہے۔

جس سمت بھی دیکھوں نظر آتا ہے کہ تم ہو
اے جانِ جہاں یہ کوئی تم سا ہے کہ تم ہو(۳۰)

غالب، مومن، حسرت اور فراق جیسے شعرا کے یہاں بھی ایک ہی موڈ کی مسلسل غزلیں ملتی ہیں۔ ایک کیفیت کو کئی بار شعر میں ڈھالنے کی کیفیت احمد فراز کی غزلوں میں نظر آتی ہے۔ اگر ایک کیفیت کو کئی بار شعر ڈھالنے کی روایت ختم ہو جائے تو مضامین کب کے ختم ہو جاتے۔ حسن، عشق، تصوف اور رندی و مستی جیسے موضوعات کو غزل کے ہر شاعر نے اپنے اپنے طور پر برتا ہے۔ ایک موضوع کو طویل اور مسلسل کا رنگ دینے میں احمد فراز کامیاب نظر آتے ہیں۔

بشیر بدر اردو کے بے حد محبوب غزل گو ہیں۔ وہ اپنی شاعری میں اداسی اور رات کا عنصر نمایاں انداز میں پیش کرتے ہیں۔ ان کے اشعار میں زیادہ تر رات کی خنکی، چاندنی اور جھلمل کرتے تاروں کا ذکر ملتا ہے۔ انھوں نے لفظ گاؤں کا استعمال بھی غزل میں کیا ہے ان سے پہلے غزل میں لفظ گاؤں کم استعمال ہوتا تھا۔ ان کی غزلوں میں یاد کا ذکر بھی بار بار ملتا ہے۔

یاد جب گھر کی کبھی آتی ہے تو لگتا ہے
رات کی راہ میں شیشے کا مکاں روشن ہے(۳۱)

بشیر بدر درد مند شاعر ہیں۔ ان کی شاعری انسان دوستی اور زندگی کی عکاس ہے۔ بشیر بدر کے کئی اشعار سادہ زبان، سہل پسندی، گہرائی اور معنویت کے لحاظ سے بے حد مقبول ہوئے۔ غزل کے اہم نقاد ڈاکٹر یوسف حسین خاں کی تصنیف "اردو غزل" کے آخری صفحے پر بشیر بدر کا یہ شعر لکھا ہوا ہے:

اجالے اپنی یادوں کے ہمارے ساتھ رہنے دو
نہ جانے کس گلی میں زندگی کی شام ہو جائے(۳۲)

بشیر بدر کی غزل میں اچھوتے مضامین اور جدید زندگی کے تمام پہلوؤں کی جھلک دکھائی دیتی ہے۔ انھوں نے سماجی رویوں اور زندگی کی مکمل ترجمانی کی ہے۔ شہریار نے نئے نئے موضوعات کو شاعری میں ڈھالنے کا ہنر جانتے ہیں انھوں نے آج کے حالات کو بڑی خوب صورتی کے ساتھ غزل میں پیش کر دیا ہے۔ وہ بڑی لطیف انداز میں غیر محسوس طریقے سے اپنے داخلی احساسات کو اشعار میں بیان کر جاتے ہیں۔ ان کے اشعار میں عہد جدید کی منظر نگاری لگتے ہیں۔ ان کا اسلوب اور موضوعات نئے ہیں۔

جب بھی ملتی ہے مجھے اجنبی لگتی کیوں ہے
زندگی روز نئے رنگ بدلتی کیوں ہے(۳۳)

شہریار کی غزل میں جدید موضوعات ملتے ہیں ان کا لہجہ بڑا سادہ اور بلیغ ہے۔ ظفر اقبال جدید اردو غزل کے اہم شاعر مانے جاتے ہیں۔ انھوں نے غزل کی روایت کے باوجود نئے انداز کو اپنایا۔ ان کی غزل نئے مزاج، نئی معنویت اور نئے موضوعات کی حامل ہے۔ انھوں نے جدیدیت کے باوجود اردو غزل کا معیار بھی قائم رکھا۔

میں تیری روح کی پتی کی طرح کانپ گیا
ہوائے صبحِ سبک گام کو پتا ہی نہیں(۳۴)

شکیب جلالی نے جدید غزل اپنے انداز سے کہی ہے۔ انھوں نے جدید غزل اس طرح سے کہی:

آ کے پتھر تو مرے صحن میں دو چار گرے
جتنے اس پیڑ کے پھل تھے پسِ دیوار گرے(۳۵)

ادا جعفری کی غزلوں میں انسانیت کا ذکر ملتا ہے، وہ جدید لہجے کی شاعرہ ہیں۔ انھوں نے الفاظ کو لطافت اور بے حد خوب صورتی کے ساتھ برتا ہے۔ وہ فنی باریکیوں کو سمجھتی ہیں۔ انھوں نے تمام موضوعات کو شاعری کا حصہ بنایا ہے۔ وہ نرم اور ملائم لہجے میں شعر کہتی ہیں۔ اور کئی اشعار میں انسانی مسائل کو بیان کرتی ہیں۔ ڈاکٹر راحت بدر اس ضمن میں کہتے ہیں:

"ادا جعفری کی غزل میں نسائیت کے ساتھ حوصلہ، سعادت مندی، شوخی، عشق سبھی کچھ پایا جاتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ ادا جعفری کی غزلیں سہل زبان میں ہونے کے ساتھ ساتھ نسوانی جذبات سے بھرپور ہیں۔"(۳۶)

ادا جعفری کے اشعار میں قاری خود شاعرہ کے ساتھ سفر کرتا ہے۔ انھوں نے فراق اور فیض کے دور میں غزل گوئی کی ہے اور اپنی انفرادیت کو قائم رکھا۔

رنگِ شفق کی دھوپ کھِلی تھی قدم قدم
مقتل میں صبح و شام کا منظر جدا نہ تھا(۳۷)

کشور ناہید نسوانی غزل کی اہم شاعرہ ہیں۔ ان کی فکر مسلسل ارتقا پذیر ہے۔ ان کے اشعار میں محبت کا اظہار انتہائی دلکش ہے اور انسانی جذبے دھڑکتے ہیں۔ وہ محبت کے جواب میں سچی محبت چاہتی ہیں۔

میں آنکھ بند کروں تو بھی ہے وہی منظر
وہ ایک شکل ہر اک رہ پہ آ نکلتی ہے(۳۸)

کشور ناہید محبت کے بدلے محبت کی قائل ہیں۔ انھوں نے مشرقی لڑکی کی بعض خاندانی مجبوریوں اور روایات کو بھی موضوع بنایا ہے۔ نئے دور کے لڑکے اور لڑکیاں زندگی کو محبت اور حسین انداز سے بسر کرنا چاہتے ہیں جب کہ انھیں سماجی رکاوٹوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ کشور ناہید نے اس طرح موضوعات بھی اپنے اشعار میں پیش کیے ہیں۔ ان کی شاعری میں لطافت، شگفتگی اور داخلی کیفیت نمایاں ہے۔ پروین شاکر بھی اردو غزل کی نمایندہ شاعرہ ہیں۔ انھوں نے روایت سے انحراف کرتے ہوئے واضح انداز میں عورت کے تجربات کی تشہیر و ترجمانی کی ہے۔ ان کی غزل میں نئی امیجری نظر آتی ہے۔

کمال ضبط کو خود بھی تو آزماؤں گی
میں اپنے ہاتھ سے اس کی دلہن سجاؤں گی(۳۹)

پروین شاکر نے ابتدا میں غزل کی قدیم رویات کو بھرپور مطالعہ کیا لیکن انھوں نے غزل کی زبان و بیان اپنے عہد کے مطابق رکھی۔ ان کی غزل کو وقار حاصل ہوا ہے۔ وہ فطری طور پر بڑی شاعرہ تھیں۔ ان کے فکر و فن کو اعلا شاعری کے مقابل پیش کیا جا سکتا ہے۔ پروین شاکر کی غزل ندرت طرازی اور اندرونی کیفیت کی عکاس ہے۔ انھوں نے عورت کی ہر کیفیت کو غزل میں پیش کر دیا ہے۔ کہیں وہ کنواری لڑکی، کہیں سمجھ دار عورت اور کہیں شوہر پرست بیوی کے روپ میں نظر آتی ہیں۔ انھوں نے ہر عمر کی عورت کی اندرونی کیفیت کو غزل کا پیکر عطا کیا ہے . جن شعرا کا ذکر اس باب میں کیا ہے ان کے علاہ بھی کئی اہم غزل گو عصر حاضر میں غزل نگاری کر رہے ہیں۔ ان کی غزل میں نئے دور کے مطابق موضوعات کی رنگا رنگی نظر آتی ہے۔ انھوں نے قابل قدر اسلوب اور لفظیات کو بہتر طور پر استعمال کیا ہے۔ ان شعرا نے عصر حاضر کی جدید اردو غزل کے سرمایہ میں اضافہ کیا ہے۔

تقسیم ہند کے بعد ابتدائی دو تین دہائیوں میں نمایاں ہونے والی غزل نے جدید اردو غزل نگاروں کے لیے رجحان قائم کیا ہے۔ اس دور کے اہم غزل گو شعرا میں تابش دہلوی، حفیظ ہوشیار پوری، مختار صدیقی، حبیب جالب، خورشید رضوی، رام ریاض، احمد مشتاق، اسلم انصاری، شہزاد احمد اور امجد اسلام امجد شامل ہیں۔ ان شعرا نے اپنا اسلوب اور نئے موضوعات غزل میں متحرک کر دیے ہیں۔ ہندوستان میں ندا فاضلی، مظہر امام، راجندر منچندا بانی، مظفر حنفی، اختر نظمی، کیف بھوپالی، ظفر گورکھپوری، منور رانا، رفعت سروش، راحت اندوری، وسیم بریلوی اور اقبال مسعود جیسے غزل گو شعرا نے جدید اردو غزل کا کینوس وسیع کیا ہے۔ اکیسویں صدی تک آتے آتے جدید اردو غزل نے کئی کروٹیں بدلی ہیں۔ عصر حاضر کی غزل موضوعات اور اسالیب کے اعتبار سے کئی رنگ لیے ہوئے ہے۔

حوالہ جات

۱۔ ابو اکلام قاسمی، شاعری کی تنقید، علی گڑھ، ایجوکیشنل بک ہاؤس، ۲۰۰۸ء، ص:۱۰۸

۲۔ داغ دہلوی، گلزار داغ، انتخاب کلام داغ دہلوی، مرتبہ، سعد اللہ شاہ، لاہور، خزینہ علم وادب، ۲۰۰۱ء، ص:۵۱

۳۔ داغ دہلوی، آفتاب داغ، انتخاب کلام داغ دہلوی، مرتبہ، سعد اللہ شاہ، لاہور، خزینہ علم وادب، ۲۰۰۱ء، ص:۵۳

۴۔ علامہ محمد اقبال، کلیات اقبال اردو، لاہور، الحمد پبلی کیشنز، ۱۹۹۹ء، ص:۸۱

۵۔ ایضاً، ص:۸۲

۶۔ ایضاً، ص:۸۸

۷۔ ابو اکلام قاسمی، شاعری کی تنقید، علی گڑھ، ایجوکیشنل بک ہاؤس، ۲۰۰۸ء، ص:۸۴، ۸۳

۸۔ علامہ محمد اقبال، کلیات اقبال اردو، لاہور، الحمد پبلی کیشنز، ۱۹۹۹ء، ص:۱۳۲

۹۔ علامہ محمد اقبال، بالِ جبریل، کلیات اقبال اردو، لاہور، الحمد پبلی کیشنز، ۱۹۹۹ء، ص:۱۲

۱۰۔ ایضاً، ص:۱۸

۱۱۔ حسرت موہانی، دیوان حسرت موہانی، علی گڑھ، مطبع فیض عام، ۱۹۱۲ء، ص:۳

۱۲۔ میر ازیگانہ چنگیزی لکھنوی، کلیاتِ یگانہ، کراچی، اکادمی بازیافت، ۲۰۱۵ء، ص:۱۳۸

۱۳۔ ایضاً، ص:۱۵۳

۱۴۔ فراق گورکھپوری، گُلِ نغمہ، کلیات فراق کا پہلا حصہ، الہ آباد، ادارہ انیس اردو، ۱۹۷۱ء، ص:۲۳

۱۵۔ ساحر لدھیانوی، دیباچہ، کلیاتِ شکیل بدایونی، لاہور: الحمد پبلی کیشنز، ۱۹۹۸ء، ص:۵۱

۱۶۔ شکیل بدایونی، کلیاتِ شکیل بدایونی، لاہور، الحمد پبلی کیشنز، ۱۹۹۸ء، ص:۸۷۳

۱۷۔ متین طارق باغپتی۔ اُردو شاعری کے روشن چراغ، دہلی، تخلیق کار پبلشرز، ۲۰۰۱، ص:۱۰۶

۱۸۔ مجروح سلطان پوری، کلیاتِ مجروح سلطانپوری، مرتب، تاج سعید، لاہور، الحمد پبلی کیشنز، ۲۰۰۳ء، ص:۱۰۴

۱۹۔ ایضاً، ص:۱۳۸

۲۰۔ یوسف حسن، مضمون، مشمولہ، پاکستان میں اردو ادب کے پچاس سال، راولپنڈی، ۱۴۰ گلنار کالونی، ۱۹۹۷ء، ص:۶۰

۲۱۔ ناصر کاظمی، برگ نے، کلیاتِ ناصر، لاہور، فضل حق اینڈ سنز، ۱۹۹۲ء، ص:۱۷

۲۲۔ رشید امجد، ڈاکٹر، پاکستانی ادب رویے اور رجحانات، اسلام آباد، پورب اکادمی، ۲۰۱۰ء، ص:۴۹

۲۳۔ انور سدید، ڈاکٹر، اُردو ادب کی تحریکیں، کراچی، انجمن ترقی اردو، ۱۹۸۵ء، ص:۴۴۶

۲۴۔ ابن انشا، چاند نگر، لاہور، لاہور اکیڈمی، طبع اول ۱۹۵۵ء، ص:۹۱

۲۵۔ خلیل الرحمن اعظمی، زندگی اے زندگی، لکھنو، اترپردیش اردو اکادمی، ۱۹۸۳ء، ص:۱۹

۲۶۔ شاد عارفی، کلیاتِ شاد عارفی، مرتبہ، ڈاکٹر مظفر حنفی، لکھنو، اترپردیش اردو اکادمی، ۲۰۱۶ء، ص:۲۵۵

۲۷۔ راحت بدر، ڈاکٹر، جدید اُردو غزل ۱۹۷۰ء سے ۲۰۱۰ء تک، نئی دہلی، ایم آر پبلی کیشنز، ۲۰۱۱ء، ص:۱۱۰

۲۸۔ منیر نیازی، کلیاتِ منیر نیازی، لاہور، ماورا پبلشرز، ۱۹۸۶ء، ص:۲۸

۲۹۔ احمد ندیم قاسمی، محیط، لاہور، سنگِ میل پبلی کیشنز، ۲۰۱۲ء، ص:۱۵۹

۳۰۔ احمد فراز، جاناں جاناں، اسلام آباد، دوست پبلی کیشنز، ۱۹۹۵ء، ص:۸۱

۳۱۔ بشیر بدر، بڑی آرزو تھی ملاقات کی، انتخاب، ڈاکٹر شاہد مختار، لاہور، شاہد پبلی کیشنز، سن ندارد، ص:۹۵

۳۲۔ بشیر بدر، آمد، کوئی شام گھر بھی رہا کرو، انتخاب، لاہور، الرزاق پبلی کیشنز، ۱۹۹۸ء، ص:۶۶

۳۳۔ شہریار، سورج کو نکلتا دیکھوں (کلیات شہریار)، علی گڑھ، ایجوکیشنل بک ہاؤس، ۲۰۱۳ء، ص:۱۳۹

۳۴۔ ظفر اقبال، آبِ رواں، لکھنو، مکتبہ دین وادب، ۱۹۷۸ء، ص:۱۶

۳۵۔ شکیب جلالی، روشنی اے روشنی، حیدر آباد، حسامی بک ڈپو، ۱۹۸۷ء، ص:۱۵

۳۶۔ راحت بدر، ڈاکٹر، جدید اُردو غزل ۱۹۷۰ء سے ۲۰۱۰ء تک، نئی دہلی، ایم آر پبلی کیشنز، ۲۰۱۱ء، ص:۲۱۴

۳۷۔ ادا جعفری، غزالاں تم تو واقف ہو، لاہور، غالب پبلشرز، ۱۹۸۲ء، ص:۲۵

۳۸۔ کشور ناہید، لبِ گویا، لاہور، سنگ میل پبلی کیشنز، ۱۹۹۱ء، ص:۲۹

۳۹۔ پروین شاکر، خوشبو، اسلام آباد، مراد پبلی کیشنز، ۲۰۰۲ء، ص:۲۱۲

References in Roman Script:

1. Abu Kalam Qasmi, Criticism of Poetry, Aligarh, Educational Book House, 2008, p.108

2. Dagh Delvi, ghulzar e dagh, kalame dagh edit saad ullah shah,Lahore, Khazena ilmo adab,2001, p:51

3. Ibid,p:53

4. Allama Muhammad Iqbal, kulyat e Iqbal urdu, Lahore, Alhamd Publication, 1999, P:81

5. Ibid, p: 82

6. Ibid, p:88

7. Abu Kalam Qasmi, Criticism of Poetry, Aligarh, Educational Book House, 2008,p:83,84

8. Allama Muhammad Iqbal, kulyat e Iqbal urdu, Lahore, Alhamd Publication, 1999, P:232

9. Ibid,p:12

10. Ibid, p:18

11. Hasrat Mohani, diwan e Hastart Mohani, Ali Garh,matba faiz e aam, 1912, p:3

12. Mirza Yagana, Changezi Lakhnavi, kulyat e Yagana, Karachi, Akadmi Baziaft, 2015,P;138

13. Ibid,p:153

14. Firaq gorakhpori, Kulyat e Firaq, Ala Abad, adara anees urdu, 1971,P:23

15. Sahir Ludhianvi, Preface, Kalyat-e-Shakeel Badayuni, Lahore: Al-Hamd Publications, 1998, p: 51

16.Shakeel Badayuni, Kulyat e shakeel Badayuni, Lahore, Alhamd Publication, 1998, P:873

17. Mateen Tariq Baghpati. Roshan Chirag of Urdu Poetry, Delhi, Khaliqkar Publishers, 2001, p: 106

18. Majroh Sultanpuri, kulyat e Majroh SultanPuri, edit by, Taj Saed, Lahore, Alhamd Publication, 2003,P:104

19. Ibid, p:138

20. Yusuf Hasan, Article, Covered, Fifty Years of Urdu Literature in Pakistan, Rawalpindi, 140 Gulnar Colony, 1997, p.60

21. Nasir Kazmi, Kulyat e Nasir, Lahore, Fazal Haq and Sons, 192,P:17

22. Rashid Amjad, Ph.D., Pakistani Literature Attitudes and Trends, Islamabad, Purab Academy, 2010, p: 49

23. Anwar Sadid, Dr., Movements of Urdu Literature, Karachi, Anjaman Tragqi Urdu, 1985, p.446

24. Abne Insha, Chand Nagar, Lahore, Lahore Acadmy, 1955,p:91

25.Khalil Ul Rehman Azmi, Zingi ay Zindgi, Lakhnow, Utar Pardesh, Urdu Acadmy, 1983,p:19

26.Shad Arfi, Kulyat e Shad Arfi, edit by, Dr. Mazafat, Hanfi, Lakhnow, , Utar Pardesh, Urdu Acadmy, 2016,p:355

27. Rahat Badr, Dr., Modern Urdu Ghazal from 1970 to 2010, New Delhi, MR Applications, 2011, p: 110

28.Muneer Niazi, Kulyat e Muneer, Niazi, Lahore, Mavra, Publishars, 1986,p:28

29. Ahmad Nadeem Qasmi, Moheet, Lahore, Sang e meel Publication, 2012,p:159

30. Ahmad Fraz,Janaan Janaa, Islamabad,Dost Publications, 1981,p:95

31. Basheer Badar, Bari arzu thi molaqat ki, Selection, Dr, Shahid Mukhtar, Lahore, Shahid Publication, p:95

32. Basheer Badar, Amad, Koi sham ghr b raha kro, selection, Lahore, alrazaq Publication, 1998, p:66

33. Shaharyar, Kulyat e shaharyar, Ali garh, Educational Book House, 2013,p: 139

34. Zafar Iqbal,Ab e Rwan, Lakhnow, maktaba, din o adb, 1978,p:16

35. Shakeb Jalali, Roshni ay Roshni, Haidarabad, Hasami Book Depot,1987,p:15

36. Rahat Badr, Dr., Modern Urdu Ghazal from 1970 to 2010, New Delhi, MR Applications, 2011, p:214

37. Ada Jaffri, Ghazalan tum to waqif ho, Lahore, ghalib Publishars, 1982,p:25

38. Kishwar Naheed, Lab e goya, Lahore, Sang e meel Publication, 1991,p:29

39. Parveen Shakir, Khosbo, Islamabad, Murad Publication, 2002,p:212